انتخاب

شرعی طریقۂ ذبح

علمائے عراق کے دو فتوے

جماعتِ اسلامی کے ہفت روزہ رسالہ "ایشیا" کے ۵ نومبر ۱۹۶۷ء کے شمارے میں "کیا اللہ کا نام لئے بغیر ذبیحہ حلال ہے؟" کے عنوان سے مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی کا ایک مضمون چھپا ہے۔ اس طویل مضمون میں سے ایک اقتباس جس میں اس بارے میں علمائے عراق کے دو فتوے ہیں، یہاں دیا جاتا ہے۔ (مدیر)

○

بعض دوسرے ممالک سے جو لوگ مغربی ممالک میں جاتے ہیں، ہمارے ہاں کے نوجوان ان کو بے تکلف وہ گوشت کھاتے دیکھتے ہیں، جو خدا کا نام لئے بغیر مشینوں سے کٹ کر آتا ہے۔ اس پر ان کے درمیان بحثیں چھڑ جاتی ہیں اور وہ دلیل میں اپنے علماء کے فتوے پیش کر دیتے ہیں جنہوں نے اس گوشت کو حلال قرار دیا ہے۔ اس کی ایک تازہ نظیر مندرجہ ذیل خط ہے، جو ایک پاکستانی نوجوان کی طرف سے حال ہی میں میرے نام آیا ہے۔ یہ خط اور علمائے عراق کے فتوے جن کی نقل مراسلہ نگار نے ارسال کی ہے۔ دیکھنے کے بعد شدت سے یہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اس مسئلے کی پوری علمی تحقیق شائع کر دی جائے، تاکہ ہمارے ہاں کے لوگ ان بحثوں سے متاثر ہو کر کوئی غلط روش اختیار نہ کر بیٹھیں، اور اگر ممکن ہو تو خود بیرونی مسلم ممالک کے لوگوں کی

بھی اصلاحِ خیال ہو سکے۔

پاکستانی نوجوان کا خط

یہ پاکستانی نوجوان، جو آجکل لندن میں زیرِ تعلیم ہیں، لکھتے ہیں:۔

"گوشت کا مسئلہ میرے اور مشرق وسطیٰ کے طلبہ کے مابین باعثِ نزاع ہے۔ اس پر بہت سی بحثیں ہو چکی ہیں۔ رسائل و مسائل میں آپ نے جو دلائل بیان کئے ہیں، وہ ان کے سامنے مختلف طریقوں سے بار بار پیش کر چکا ہوں۔ لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ اب دو اسلام پسند دوستوں نے عراق سے دو فتوے منگائے ہیں، انہیں اصرار ہے کہ آپ تک پہنچاؤں اور آپ ان میں دیئے ہوئے دلائل کو شق وار ردّ کریں۔ لہٰذا دونوں کی نقول منسلک ہیں۔ ان کو آپ کے جواب کا انتظار ہے۔

گوشت کے سلسلے میں ایک چیز جس کا مجھے علم نہیں ہے، وہ یہ ہے کہ کیا حلال کرنے کی کوئی متعین صورت قرآن و حدیث میں بیان کی گئی ہے، یا اللہ کا نام لے کر مشین سے ذبح کیا جا سکتا ہے؟

چوں کہ مختلف مغربی ملکوں میں ذبح کرنے کے مختلف طریقے رائج ہیں، لہٰذا جب تک ہر طریقے کی تفصیل نہ معلوم ہو، اس وقت تک ان کے ذبیحے کو مردار کہنا بہت مشکل ہے۔ اس بناء پر میں مردار کو وجہِ حرام بنا کر گفتگو نہیں کرتا، بلکہ ان دو آیات کو مرکزِ موضوع بناتا ہوں جن میں اللہ کا نام نہ لیئے ہوئے گوشت سے منع کیا گیا ہے اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کو حرام کہا گیا ہے۔"

اس کے ساتھ علمائے عراق کے جو فتوے انہوں نے بھیجے ہیں، ان کا لفظ بہ لفظ ترجمہ حسبِ ذیل ہے:۔

[فتویٰ نمبر ۱]

ذبیحہ اہلِ کتاب کے بارے میں آپ کے استفسار کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں، مسلمانوں کے لئے اہلِ کتاب کا کھانا حلال کرتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ "اہلِ کتاب کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے"، بلکہ یہ فرمایا ہے کہ "اہلِ کتاب کا کھانا تمہارے

لیے حلال ہے: اس کا یہ مطلب ہوا کہ یہود و نصاریٰ کے پادری اور اہلِ دین جو کھانا بھی کھاتے ہیں، بجز لحمِ خنزیر، وہ مسلمانوں کے لیے حلال ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے ذبیحہ پر یہ شرط عائد نہیں کی گئی کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو یا وہ اہلِ اسلام کے طریقے پر ذبح کیا گیا ہو۔

سورہ مائدہ (رکوع ۱) میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دین کو مکمل کر کے اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے واضح ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ اس سلسلے میں لطیف بات یہ ہے کہ جس آیت میں طعام اہلِ کتاب کی اباحت کا حکم دیا گیا ہے، وہ مذکورہ تکمیلِ دین والی آیت سے صرف چند سطور کے فاصلے پر وارد ہے۔ جس کا قریبی تعلق یہ بتاتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا دین مکمل اور دائمی ہے، اور اس کے دوسرے احکام ابدی ناقابلِ تنسیخ و تغیر ہیں، اسی طرح طعام اہلِ کتاب کی حلت کا حکم بھی اٹل ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے کسی خاص زمانے کے ساتھ وابستہ نہیں رکھا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ حکم نازل کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ آئندہ چل کر اہلِ کتاب کے ہاں جانوروں کو سر میں میخ مار کر ذبح کرنے کا طریقہ رائج ہوگا۔ علاوہ ازیں خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل موجود ہے کہ ایک بار ایک یہودی عورت نے آپ کو زہر آلود بکری دعوت میں پیش کی۔ اور آپ نے یہ دریافت کیے بغیر تناول فرمایا کہ اس بکری کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہے یا نہیں، یا اس کے ذبح کرنے میں کون سا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ چناں چہ اس ضمن میں آپ کا ارشاد ہے کہ

"اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس چیز کو حلال ٹھہرا دیا ہے وہ حلال ہے اور جسے حرام قرار دیا ہے، وہ حرام ہے اور جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جس کی ذات نسیان سے پاک ہے۔ محض اپنی رحمت سے سکوت فرمایا ہے، تو اس کے متعلق کرید مت کرو"

نیز آپ نے فرمایا۔

"جس چیز کی صراحت میں نے تم سے نہیں کی، اس کے بارے میں تم مجھ سے نہ پوچھو، کیوں کہ تم سے پہلے لوگ بھی انبیاء سے بکثرت سوالات کرنے اور اختلافات کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ پس جب میں کسی چیز سے تمہیں روک دوں، تم اس سے رُک جاؤ۔ اور جب کسی کا حکم دوں، تو اسے جہاں تک کر سکتے ہو، کرو"

امام ابن العربی المعافری نے بدلائل ثابت کیا ہے کہ اگر عیسائی مرغی کی گردن تلوار سے اڑا دیتا ہے، تو مسلمان کے لئے اس کا کھا لینا جائز ہے۔ یہی حکم ان بند ڈبوں کے گوشت کے بارے میں بھی اختیار کیا جائے، جنہیں یہودی اور عیسائی اختیار کرتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے بارے میں یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ ان کے جن افراد پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور حجت تمام ہو چکی ہے، وہ اگر خدا کا ذکر بھی کریں۔ تو ان کا ذکر اللہ اس وقت تک اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوگا جب تک وہ اسلام نہ قبول کرلیں۔ اس لئے ذبح کرتے وقت ایسے افراد کا اللہ کا نام لینا یا نہ لینا یکساں ہے۔ البتہ جن تک دعوت نہیں پہنچی اور حجت قائم نہیں ہوئی، وہ اپنے پہلے دین پر قائم ہیں، اور وہ صحیح ہے۔

جس جانور کو مشرک ذبح کرے، جو یہودی یا عیسائی نہیں ہے، تو اس نے بوقت ذبح خواہ ہزار مرتبہ اللہ کا نام لیا ہو، اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔ اس کے برعکس مسلمان کا وہ ذبیحہ جس پر اللہ کا نام لینا اسے یاد نہ رہا ہو، حلال ہے، اور اس کا کھانا جائز ہے۔ کیوں کہ ہر مومن کے دل میں اللہ کا ذکر ہر حالت میں موجود ہے۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے گوشت کے بارے میں دریافت کیا گیا، جو اہلِ بادیہ شہر لے کر آئے تھے، اور جس کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا تھا کہ انہوں نے جانوروں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا: "تم خود اللہ کا نام لے لو اور اسے کھالو۔" اسی طرح آپ سے ایک مرتبہ رومی پنیر کے بارے میں دریافت کیا گیا، اور آپ کو بتایا گیا کہ اس پنیر کو اہلِ روم خنزیر کے بچوں کے چھتے سے بناتے ہیں۔ آپ نے جواب میں صرف اتنا فرمایا: "میں ایک حلال چیز کو حرام نہیں کر سکتا۔" اور مزید مسائل کی طرف دھیان نہیں[1]

---

[1] اس روایت کے ماخذ کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا ہے، اس لئے اس کی تحقیق نہیں کی جا سکتی۔ ابوداؤد کتاب الاطعمہ میں جو روایت آئی ہے، اس میں صرف اتنا ذکر ہے کہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضور کے لئے پنیر لایا گیا، اور آپ نے چھری منگا کر اللہ کا نام لیا اور اسے کاٹ کر نوش فرمایا۔ خطابی نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "یہ پنیر چھتے سے جمایا جاتا (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اس موضوع پر فقہاء نے جو قواعد مستنبط کئے ہیں، ان میں سے ایک قاعدہ یہ ہے کہ محض شک کی بنا پر طعام رد نہیں کیا جائے گا۔ نیز یہ قاعدہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ اللہ کے دین میں آسانی ہے تم اسے آسان ہی رکھو، سخت نہ بناؤ اور لوگوں کو اس سے متنفر نہ کرو۔

[فتویٰ نمبر ۲]

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے " الیوم احل لکم الطیبات، وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم......" یہ حکم اس امر کی صریح دلیل ہے کہ اہل کتاب کا طعام جس میں ان کا ذبیحہ اور غیر

(بقیہ حاشیہ، پچھلے صفحہ کا) تھا (یعنی جانور کے دودھ پیتے بچے کو کاٹ کر اس کا معدہ نکال لیا جاتا اور اس کے ذریعے سے پنیر بنانے کے لئے دودھ جمایا جاتا تھا) اور یہ صنعت کفار اور مسلمانوں کی مشترکہ تھی۔ ابوداؤد نے یہ روایت اس غرض کے لئے نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مباح سمجھا، اور بظاہر اس کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نظر نہیں آ رہی تھی۔"
(مختصر سنن ابی داؤد، مرتبہ حامد الفقی، جزخامس صفحہ ۲۲۸)۔
مسند احمد میں ایک روایت ابن عباس سے آئی ہے کہ ایک لڑائی میں حضورؐ کے پاس پنیر کا ٹکڑا لایا گیا۔ آپ نے پوچھا، کہاں کا بنا ہوا ہے؟
عرض کیا گیا، ایران کا ہے، اور ہمارا خیال ہے کہ یہ مردار سے بنتا ہے (یعنی ایسے جانور کے جُستے سے، جس کو غیر اہل الذبح، یعنی مجوسی ذبح کرتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اللہ کا نام لے کر اسے کاٹو اور کھالو ——— لیکن اس قصے کو ابنِ عباسؓ کے شاگرد عکرمہ سے روایت کرنے والا شخص مشہور کذاب جابر جعفی ہے۔ اس لئے یہ قابلِ قبول روایت نہیں ہے ——— عکرمہ ہی کی دوسری روایت جو ابوداؤد طیالسی نے عمرو بن ابی عمرو کے واسطے سے نقل کی ہے، اس میں مردار کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا، بلکہ صرف طعام یصنع بارض العجم کا ذکر ہے۔ (مسند ابوداؤد طیالسی، حدیث نمبر ۲۶۸۶)
اب یہ بات تحقیق طلب ہے کہ یہ روایت جس میں پنیر جمانے کے لئے بچۂ خنزیر کا استعمال جائز قرار دیا گیا ہے، کس کتاب کس سند سے وارد ہوئی ہے۔ (ابوالاعلیٰ مودودی)

ذبیحہ سب شامل ہے مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔ اہل کتاب ذبیحہ پر اللہ کا نام لیتے ہیں یا نہیں، یہ اللہ کے علم میں ہے، ہمارے لئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا کھانا حلال قرار دیا ہے، خواہ وہ تسمیہ کے ساتھ ہو یا بغیر تسمیہ کے۔ شیخ زادہؒ تفسیر میں صفحہ ۲۰۴ پر لکھتے ہیں :۔

" اللہ تعالیٰ کا قول ــــ جس جانور کو اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا گیا ہو، اس کا گوشت نہ کھاؤ، ایسا کرنا فسق ہے ــ بظاہر ان تمام اشیاء کی تحریم پر دلالت کرتا ہے جن پر اللہ کا نام لینا عمداً یا نسیاناً ترک ہو گیا ہو۔ داؤد ظاہری کا یہی مذہب ہے۔ امام احمدؒ سے بھی اسی طرح کا مسلک مروی ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ وہ ذبیحۂ مسلم کو ہر صورت میں حلال قرار دیتے ہیں، خواہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو یا نہ۔ ان کا استدلال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر مبنی ہے کہ ذبیحۃ المسلم حلال وان لم یذکر اسم اللہ علیہا۔ امام ابو حنیفہؒ نے عمداً تسمیہ کرنے اور نسیاناً تسمیہ ترک ہو جانے میں فرق کیا ہے۔

جس طعام پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، علماء نے اسے فسق قرار دیا ہے۔ (جیسا کہ قرآن میں آتا ہے اوفسقاً اھل لغیر اللہ بہ) علماء کی یہ تاویل اس صورت میں ہے جب کہ انہ لفسق، کی ضمیر مما لم یذکر میں کلمہ ما کی جانب راجع ہو۔ اور یہ بھی درست ہے کہ ضمیر کا مرجع ولا تاکلوا میں مصدر اکل کو بنا لیا جائے (اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ جس طعام پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، اس کا کھانا فسق ہے)

اس کے بعد شیخ زادہؒ اس مجمل کلام کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

" یہ رائے کہ آیت ولا تاکلو ...... الخ۔ ان تمام اشیاء کی تحریم کی دلالت کرتی ہے، جن پر اللہ کا نام قصداً یا نسیاناً متروک ہو گیا ہو، اس وجہ سے ہے کہ آیت عمومی مفہوم رکھتی ہے اور کھانے پینے کی تمام اشیاء کو شامل ہے۔ چناں چہ عطاء نے اسی عمومی مفہوم کو لیا ہے۔ ان کے نزدیک ہر وہ چیز حرام ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔ خواہ وہ ماکولات میں سے ہو یا مشروبات میں سے۔ لیکن جمہور فقہاء کا اجماع ہے کہ آیت کا اطلاق صرف اس جانور پر ہے، جس کی جان اللہ کا نام لئے بغیر زائل ہو گئی ہو۔ ایسے جانور کی

تین حالتیں ہو سکتی ہیں :۔

۱ - اسے ذبح نہ کیا گیا ہو، بلکہ کسی دوسرے طریقے سے اس کی موت واقع ہوئی ہو۔

۲ - اسے ذبح کیا گیا ہو، لیکن غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

۳ - یا اس پر اللہ یا غیر اللہ کسی کا نام نہ لیا گیا ہو۔

پہلی دونوں شکلوں میں بلا اختلاف گوشت حرام ہے تیسری قسم مختلف فیہ ہے، اس میں تین قول ملتے ہیں :۔

۱ - وہ مطلق حرام ہے جیسا کہ آیت ولا تاکلو...... الخ کے عموم سے واضح ہوتا ہے، جو تینوں شکلوں کو شامل ہے۔

۲ - مطلق حلال ہے۔ یہ امام شافعیؒ کا مسلک ہے، ان کے نزدیک متروک التسمیہ ذبیحہ ہر صورت میں حلال ہے۔ تسمیہ کا ترک خواہ عمداً ہو یا نسیاناً، بشرطیکہ اسے اہل الذبح نے ذبح کیا ہو، امام موصوف آیت کے عموم کو "المیتۃ" اور "اھل لغیر اللّٰہ بہ" والی آیات کے ساتھ خصوص میں تبدیل کر کے اس کی دلالت کو صرف اوّل الذکر دو شکلوں تک محدود کرتے ہیں تیسری شکل کے جواز میں یہ دلیل دیتے ہیں کہ مومن کے دل میں ہر حالت میں اللہ کا ذکر موجود ہے۔ اس پر عدم ذکر کی کبھی حالت طاری نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کا ذبیحہ بھی ہر صورت میں حلال ہے۔ اس کی حلّت اس وقت حرمت میں تبدیل ہوگی، جب کہ ذبیحہ پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ذبیحہ بغیر تسمیہ کے فسق فرمایا ہے۔ بہرحال اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ جس جانور کو مسلمان نے ذبح کیا ہو اور اس پر ذکر اللہ ترک کر دیا ہو، اس کا گوشت کھانا فسق میں نہیں ہے۔ کیوں کہ آدمی کسی اجتہادی حکم کی خلاف ورزی سے فسق کا مرتکب نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ بما لم یذکر اسم اللّٰہ کا اطلاق صرف پہلی دونوں شکلوں پر ہوگا۔ اس کی تائید اگلی آیت "شیاطین اپنے ساتھیوں کے دلوں میں اعتراضات القا کرتے ہیں تا کہ وہ تم سے جھگڑیں" ——— سے بھی ہوتی ہے کیوں کہ اولیاء الشیاطین کا مجادلہ صرف دو مسئلوں پر تھا۔ پہلا مردار کا مسئلہ، جس کے بارے میں وہ مسلمانوں پر اعتراض کرتے تھے کہ "جسے باز اور کتا مارے، اسے تم کھا لیتے ہو اور جسے اللہ

مارے اُسے نہیں کھاتے " اور دوسرا جھگڑا غیر اللہ یعنی بتوں وغیرہ کے نام پر ذبح کرنے کے بارے میں کرتے تھے اور مسلمانوں سے کہتے تھے " تمہارا بھی خدا ہے اور ہمارے بھی خدا ہیں۔ تم اپنے خدا کے نام پر جو ذبح کرتے ہو، وہ ہم کھا لیتے ہیں، لیکن جسے ہم اپنے خداؤں کے نام پر ذبح کرتے ہیں تم اسے کیوں نہیں کھاتے ہو "

چوں کہ انہی دونوں مسئلوں پر ان کا مجادلہ تھا اس لئے ولا تاکلو کی نہی انہی دونوں صورتوں سے مخصوص ہے نیز آیت کے اختتام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وان اطعتموھم انکم لمشرکون (اگر تم نے ان کی اطاعت قبول کر لی تو یقیناً تم مشرک ہو گئے)۔ اس ارشاد کی رُو سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ اطاعت کفار و مشرکین متروک التسمیہ طعام کے کھا لینے سے نہیں ہو گی بلکہ مُردار کو مباح ٹھہرانے اور بتوں پر جانوروں کی قربانی دینے اور ذبح کرنے سے ہو گی۔

۳۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اگر ذبح کرنے والے نے اللہ کا نام عمداً ترک کیا ہے۔ تو اس کا ذبیحہ حرام ہے۔ اور اگر اس سے سہواً ترک ہوا ہے تو ذبیحہ حلال ہے۔ امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگرچہ آیت ولا تاکلو میں تینوں شکلیں شامل ہیں۔ اور تینوں کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ لیکن سہواً متروک التسمیہ ذبیحہ اس آیت کے حکم سے دو وجوہ کی بنا پر خارج ہے۔ اولاً اس لئے کہ انہ لفسق کی ضمیر لم یذکروا اسم اللہ کی جانب راجع ہے۔ کیوں کہ یہ قریب ہے اور ضمیر کو قریبی مرجع کی طرف لوٹانا اولیٰ ہے۔ پس بلاشبہ تسمیہ کو قصداً نظر انداز کرنے والا فاسق ہے لیکن جو سہو کا شکار ہو گیا ہو وہ غیر مکلف ہے۔ اور خارج از حکم ہے۔ اس لئے آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ جس جانور پر عمداً اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ اس کا گوشت نہ کھاؤ اور ناسی خود بخود حکم سے مستثنیٰ قرار پائے گا۔ دوسری دلیل امام صاحبؒ یہ دیتے ہیں کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہؓ نے دریافت کیا کہ اگر جانور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام بھول جائے تو اس کے گوشت کا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا " اس کا گوشت کھالو اللہ کا نام ہر مومن کے دل میں موجود ہے "

' اوتوا الکتاب ' میں یہود و نصاریٰ دونوں شامل ہیں اس لئے بحکم آیت وطعام الذین

اوتوا الکتاب......یہود و نصاریٰ کے ذبائح ہمارے لئے حلال ہیں۔ خواہ اُنھوں نے غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کئے ہوں۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے۔ اگر نصاریٰ مسیحؑ کے نام پر جانور ذبح کریں تو اُس کا گوشت کھانا ہمارے لئے حلال نہیں ہے۔ لیکن علماء کی اکثریت یہ رائے رکھتی ہے کہ مسیحؑ کے نام پر بھی ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے۔[1]

ایک بار امام شافعیؒ اور عطاءؒ سے دریافت کیا گیا کہ اگر نصاریٰ مسیحؑ کے نام پر ذبح کریں تو کیا اس جانور کا گوشت مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔ کیوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کے ذبائح کو ہمارے لئے حلال کیا ہے تو اُس کے علم میں تھا کہ نصاریٰ بوقت ذبح کس کا نام لیں گے۔"

---

[1] یہ بات خلافِ واقعہ ہے مسیح کے نام پر کسی جانور کا ذبح کیا جانا صریح طور پر ما اھل لغیر اللہ بہ کی تعریف میں آتا ہے اس کے حلال ہونے پر علماء کی اکثریت کیسے متفق ہو سکتی ہے۔ الفقہ علی المذاہب الاربعہ کی جلد اوّل میں اس کے متعلق مذاہب اربعہ کا جو مسلک بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے:۔

- حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر اہل کتاب میں سے کوئی شخص ذبح کے وقت مسیحؑ کا نام لے تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔ (ص۷۲۶)
- مالکیہ اہلِ کتاب کے ذبیحہ کی حلت کے لئے یہ شرط لگاتے ہیں کہ اس پر غیر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ (ص۷۲۷)
- شافعیہ مسلمان کے ذبیحہ کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر وہ جانور ذبح کرتے وقت اللہ کے ساتھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لے اور اس سے اس کی نیت شرک ہو تو اس کا ذبیحہ حرام ہو جائے گا۔ (ص۷۲۹)
- حنابلہ کہتے ہیں کہ نصرانی اگر ذبح کے وقت مسیحؑ کا نام لے تو اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ (ص۷۳۰)

— سوال یہ ہے کہ جب مذاہب اربعہ اس کی حرمت پر متفق ہیں تو وہ کون علماء کی اکثریت ہے جو اسے حلال قرار دیتی ہے۔ (ا۔م)

تحقیق مسئلہ

علمائے عراق کے یہ دونوں فتوے کوئی نئی چیز نہیں ہیں۔ ان سے پہلے فضیلۃ الشیخ حسنین محمد مخلوف صاحب اور ان سے بھی پہلے مفتی محمد عبدہٗ اور علامہ رشید رضا، تسمیہ اور تذکیہ کے بغیر نصاریٰ کے ذبیحوں کو حلال قرار دے چکے ہیں۔ اس معاملے میں ان حضرات کے دلائل قریب قریب یکساں ہیں۔ لیکن قبل اس کے ہم ان دلائل پر بحث کریں، ہمیں دیکھنا چاہیئے یہ مسئلہ بجائے خود کیا ہے۔

رؤیت اور رؤیت ہلال

مولانا شبلیؒ کے سفر نامہ روم، مصر و شام سے :-

" بیت المقدس کے مشہور اور نامور عالم سید طاہر ہیں۔ جو مفتیِ شہر ہیں اور مفتی ہی کے نام سے مشہور ہیں .... وہ پہلے سے ایک علمی مسئلہ میں گفت گو کر رہے تھے ...... جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ میں بھی کچھ پڑھا لکھا ہوں، تو ایک صاحب نے نہایت تہذیب و معقولیت سے کہا کہ ہم لوگ بھی ایک علمی مسئلہ میں گفت گو کر رہے تھے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو وہ مسئلہ آپ کے سامنے ہی پیش کیا جائے .... غرض انہوں نے وہ مسئلہ بیان کیا، اور وہ یہ تھا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں الم ترکیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد میں خدا نے آنحضرت صلعم کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا تم نے یہ واقعہ نہیں دیکھا۔ حالاں کہ یہ واقعہ آنحضرت صلعم کی ولادت سے سینکڑوں برس پہلے واقع ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ رویت کا اطلاق علم الیقین پر بھی ہوتا ہے خود قرآن مجید ہی میں ہے۔ الم ترکیف فعل ربک باصحب الفیل۔ عرب جاہلیت کے اشعار میں بھی یہ اطلاق جا بجا موجود ہے ..... مفتی صاحب نے کہا کہ یہ جواب بالکل صحیح ہے۔ اور اس میں جائے گفتگو نہیں۔" (ص۱۶۷ مطبوعہ ۱۹۴۰ء) ——— بات بالکل صاف و ظاہر ہے۔ قرآن مجید ہی میں ان دو کے علاوہ اور بھی متعدد آیتیں اسی کی تائید میں ہیں، کہ رویت کے مفہوم میں علم عینی ہی نہیں، ہر علم یقینی داخل ہے۔ خواہ کسی ذریعہ سے حاصل ہوا ہو۔ لغت کی صریح شہادت اس پر مستزاد ہے۔ اس پر بھی ایک گروہ اس پر مُصر ہے کہ رویت ہلال میں مراد صرف علم بصری یا عینی ہی سے لی جائے گی۔ (صدق جدید، لکھنؤ۔ ۲۲ ستمبر ۶۷ء)